پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض صاحب اسلام آباد

مکتوباتِ و مواعظ مولانا رومیؒ

مولانا جلال الدین محمد رومی (م ۶۷۲ھ/۱۲۷۳ء) کی تین تصانیف مثنوی، دیوان اور فیہ ما فیہ نام کے ملفوظات، ہمارے ہاں معروف ہیں۔ مگر چالیس برس سے ان کی دو دیگر تصانیف بھی منصۂ شہود پر آ چکی ہیں۔ یہ تصانیف "مکتوبات رومی" اور "مجالس سبعہ رومی" ہیں۔ دوسری تصنیف کو ہم یہاں مواعظ کا نام دے رہے ہیں۔ رومی کے ایک خلف رشید ڈاکٹر فریدون نافذ بک نے کوئی نصف صدی پہلے ان دونوں کتابوں کے انتخابات اور اجزاء استنبول سے شائع کرائے۔ اور ۱۹۳۷ء میں انہیں کامل صورت میں چھپوا دیا۔ ان کتابوں کی ایران میں تجدید[1] طبع بھی ہو چکی۔ مکتوبات کی تعداد ۱۴۵ ہے جب کہ "مجالس سبعہ" کا عنوان مواعظ کے سات ہونے کا حالی ہے۔ مگر مشہور رومی شناس پروفیسر بدیع الزمان فروزانفر مرحوم نے رومی کے حالات و افکار کے بارے میں اپنی تحقیقی کتاب میں (۲) مجلسِ اول کی تفکیک کی اور اسے چار مواعظ یا مجالس کا مجموعہ بنایا ہے۔ اس طرح مواعظ دس قرار پا سکتے ہیں۔

مثنوی اور دیوان میں رومی کے افکار کا جو سیل بے پناہ ہے۔ اس کے مقابلے میں فیہ ما فیہ، مکتوبات اور مجالس میں سے ہر ایک کو جوئے کم آب کہا جائے گا۔ مگر رومی ایسے عظیم مفکر مصنّف کی ہر تصنیف اہم ہے۔ البتہ یہ تینوں تصانیف رومی کے دورِ تعقل و نفاست سے زیادہ مربوط ہیں اس لئے ان میں شمس تبریزی کے اثرِ صحبت کے بعد کا ہیجان عشق زیادہ مشہور نہیں۔ لبعض مکاتیب میں دردِ عشق کا وفور چشم گیر ہے۔ اور ایسے مکتوبات یقیناً ۶۴۵ھ/۱۲۴۸ء کے بعد ارقام پذیر ہوئے ہوں گے۔

"تاریخِ اسلام نے بڑے پر آشوب ادوار اپنے دامن میں سمور کئے ہیں۔ ایسے ادوار میں عصرِ رومی بھی ہے ایسے عصر میں چنگیز اور اس کے گروہ نے قلمرو اسلامی میں انسانیت سوز مظالم کا ارتکاب کیا۔ چنگیزیوں کے مظالم کے معاشی عواقب اور سیاسی نتائج بے حد روح فرسا تھے۔ بے روزگاری، معاشی کساد بازاری اور سیاسی عدم استحکام اس عصر کی نمایاں خصوصیات تھیں۔ ایک عجیب افراتفری، کس مپرسی اور طوائف الملوکی کا زمانہ تھا

ایسے عصر میں متکلف اور صوفیا کا رویہ معذرت آمیز ہونا باعث تعجب نہیں۔

رومی ایک مستحکم شخصیت و کردار کے حامل اور ایک دیدہ ور شخصیت تھے۔ انہوں نے اپنے وعظ و ارشاد او نثر و نظم کے ذریعے متکلمین مسلمانوں کو بے خوف و غزن بنانے اور امراء کی تحریص و تشویق کے ذریعے معاشی بدحالی کے شکار لوگوں کی حالت بہتر کرنے کی امکان بھر کوشش کی ہے۔ رومی کے حالات میں لکھا ہوا[۳] ہے۔ کہ وہ بے حد متحمل بردبار۔ فیاض اور قانع شخص تھے۔ مکتوبات و مواعظ ان کے ان اخلاقی اوصاف کی تصدیق کرتے ہیں بلکہ انہیں ایک عظیم محب انسان اور خیر خواہ بشر کے طور پر بھی متعارف کرتے ہیں۔ ایک مختصر گفتگو میں تین سو سے زائد صفحات کا احاطہ کرنا مشکل ہے۔ تاہم مکتوبات اور مجالس کی اہم تر باتوں میں سے چند کا ذکر کر دینا، مشتے از خروارے کے مصداق ممکن ہے۔

مکتوبات کے سلسلے میں یہ بات برملا کہی جا سکتی ہے کہ رومی کی غیر معمولی مفکرانہ شخصیت سے جوڑ نہیں کھاتے کم مکتوبات کمیت اور کیفیت کے اعتبار سے اہم مکاتیب کے زمرے میں آتے ہیں۔ دراصل مکتوبات کا نام ایسے ہی معدود خطوط کو زیب دیتا ہے۔ باقی مختصر رقعے ہیں۔ مگر رومی کے معتقدین قابل تعریف ہیں کہ انہوں نے اپنے مرشد و مربّی کی معمولی تحریریں بھی سنبھال کر رکھیں۔ اور آج جب مخطوطے شائع شدہ کتب بنے، تو ہم رومی کے ایک دل سوز اور دمساز پہلو سے آگاہ ہوئے۔ رومی کے مکتوب الیہم معاصر سلاطین، وزراء، امراء علماء اور ارادت مند مرید ہیں۔ دراصل یہ سب طبقات رومی کے معتقد تھے۔ رومی کے بعض خطوط ان کے اعزہ و اقارب کے نام بھی ہیں۔ مگر جیسا کہ پہلے اشارہ ہوا بیشتر خطوط ایک طرح کے سفارشی رقعے ہیں ان رقعوں میں رومی نے سلاطین۔ وزراء۔ امراء اور با اختیار علماء کو لکھا ہے کہ فلاں کو روزگار دیں۔ فلاں معزول کو خدمت پہ بحال کریں۔ فلاں مقہور الیہ کی خطا معاف کریں۔ کسی مفلس و بے نوا کی مدد کریں۔ کسی کو رشوت اور مالیات دینے کے غیر معمولی بار سے نجات دیں اور اسی طرح بعض خطوط صبر و شکر، قناعت و ترک ہوس، سخاوت خیرات اور صلح و آشتی وغیرہم کے پند و نصائح پر مشتمل ہیں۔ رومی چونکہ تمثیل اور داستان سے زیادہ کام لیتے ہیں۔ یہ خصوصیات ان کے مکتوبات و مجالس میں بھی دیکھی جا سکتی ہیں چند اشارے ملاحظہ ہوں:۔

مولانائے روم ان مصنفین اور شعراء میں سے ہیں جنہوں نے مسلمانوں کو بالخصوص اور عام مسلمانوں کو بالعموم عشق محبت کا درس نت نئے اسالیب بیان کے ساتھ دیا ہے۔ ان کا تصور عشق بے حد وسعت اور تنوع کا حامل ہے اور اس کے مباحث گاہے گاہے مکتوبات میں بھی آئے ہیں۔ مثلاً پہلے مکتوب میں اس ضمنی بحث کا آغاز ملاحظہ ہو یہ مکتوب سلاجقۂ روم کی افواج کے ایک سالار امیر نجم الدین کے نام لکھا گیا ہے:۔

"..... این از صفائے جوہر محبت باشد کہ محبت او بر جوہر لطیف افتد زہر اہر کہ ہست در ہیجدہ ہزار عالم

ہر یک محبت و عاشق چیز سے است. شرف ہر عاشقے بقدر شرف معشوق اوست و معشوق ہر کہ لطیف تر و ظریف تر و شریف جوہر تر، عاشق او عزیز تر۔"

وسعتِ قلب، اخلاصِ عمل اور فوائدِ باطن کے صوفیانہ مباحث بھی کئی مکتوبات میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ رومی اپنے تقریباً ہر مکتوب میں عربی اور فارسی اشعار نقل کرتے ہیں۔ قرآن مجید کی آیات پر نیز احادیث، اخبار اور عربی امثال بھی ان کے مکتوبات میں سب دیکھی جا سکتی ہیں۔ رومی کی مجالس کا بھی یہی اسلوب ہے۔ ان کے کئی مکتوبات میں مندرجہ ذیل آیات دلپذیر توضیحات اور توجیہات کے ساتھ منقول ملتی ہیں۔

من ذا الذی یقرض اللہ قرضاً حسناً فیضعفہ اضعافاً کثیرۃ ۲/۲۴۵ (تم میں کون ہے جو اللہ کو قرض حسن دے تاکہ وہ اسے کئی گنا بڑھا دے)

مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ ط واللہ یضعف لمن یشآء (۲/۲۶۱ جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس دانے کی ہے جس کی سات بالیں نکلیں اور ہر بال میں سو دانے ہوں۔ اللہ جس کے لئے چاہے اضافہ فرما دیتا ہے)

للفقرآء الذین احصروا فی سبیل اللہ لا یستطیعون ضرباً فی الارض یحسبھم الجاھل اغنیاء من التعفف ج تعرفھم بسیمٰھم لا یسئلون الناس الحافاً (۲/۲۷۳ اعانت ان فقرا کی جو اللہ کی راہ میں گھر گئے۔ اور زمین میں دوڑ دھوپ نہیں کر سکتے۔ اجنبی ان کے ظاہر سے انہیں امیر خیال کرے گا۔ تم ان کی پیشانیوں سے انہیں پہچان لو گے۔ وہ لوگوں سے لپٹ کر نہیں مانگتے)

الذین ینفقون فی السرآء والضرآء والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس ط واللہ یحب المحسنین (۳/۱۳۴ نیکوکار وہ ہیں جو خوشحالی اور تنگی میں خرچ کرتے، غصہ پی جاتے اور لوگوں کو معاف کر دینے والے ہیں۔ اللہ ایسے نیکوکاروں کو پسند کرتا ہے)

انہ من قتل نفساً بغیر نفس او فساداً فی الارض فکانما قتل الناس جمیعاً ط ومن احیاھا فکانما احیا الناس جمیعاً ط (۵/۳۲ یعنی جس نے کسی جان کو جان کے بدلے۔ یا زمین میں خرابی پیدا کرنے کے سوا قتل کیا۔ اس نے گویا سارے انسانوں کو قتل کر دیا۔ اور جس نے ایک جان کو زندہ رہنے کے قابل بنایا۔ اس نے گویا سب انسانوں کو زندہ کر دیا)

من جآء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا ج ومن جآء بالسیئۃ فلا یجزیٰ الا مثلھا (۶/۱۶۰ جو نیکی لے آیا، اس کے لئے ویسی دس نیکیاں ہیں اور جو برائی لایا اسے اس برائی کے برابر بدی کا بدلہ ملے گا)

قال الذین کفروا للذین امنوا انطعم من لو یشآء اللہ اطعمہ نصلے (۳۶/۴۷ کفار نے کہا

ہم مومنوں کو کھلائیں جنہیں اگر اللہ چاہتا تو خود کھلا دیتا۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھَلْ اَدُلُّکُمْ عَلٰی تِجَارَۃٍ تُنْجِیْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ وَتُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ (۶۱/۱۱-۱۰)

مومنو، کیا میں تمہیں ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دے دے؟ یہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا و مال و جان کے ساتھ راہِ خدا میں جہاد کرنا ہے۔

اِنَّمَا نُطْعِمُکُمْ لِوَجْہِ اللّٰہِ لَا نُرِیْدُ مِنْکُمْ جَزَآءً وَّلَا شُکُوْرًا (۹/۷۶)

ہم تمہیں رضائے خداوندی کے لیئے کھلاتے ہیں نہ تم سے جزا کے طالب ہیں اور نہ شکریہ کے۔

الخلق عیال اللہ فافضلھم انفعھم لعیالہ

مخلوق خدا کا کنبہ ہے۔ پس زیادہ صاحب فضیلت شخص وہ ہے جو اللہ کے کنبے کو زیادہ فائدہ دے۔

خیر الناس من ینفع الناس

زمین میں جو ہیں ان پر رحم کرو تاکہ آسمان والا تم پر رحم فرمائے۔

ان آیات اور احادیث کی توجیہات و توضیحات قابل قیاس ہیں۔ رومی بار بار یہ نکتہ سمجھاتے ہیں کہ اجتماعی اور جماعتی نیکی کی اہمیت ہے۔ اور کسی انفرادی نیکی کی بھی کم اہمیت نہیں ہے۔ کسی ایک مفلس و محتاج کی حاجت روائی بھی ثواب عظیم کی متضمن ہو سکتی ہے اس قسم کے مباحث منقولہ بالا آیۃ کریمہ ومن احیاھا فکانما احیا الناس جمیعا کے تحت آئے ہیں یا ماخلقکم ولا بعثکم الا کنفس واحدۃ ۲۸/۳۱ کی توضیح کے دوران۔ مکتوب ہشتم میں اسی متاخر آیت شریف کی توضیح میں رومی ایسا مبحث پیش کرتے ہیں۔ کہ گویا اس مشہور حدیث نبویؐ کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہیں جو شیخ سعدی کے اشعار میں اس طرح سمو گئی ہے ؎

بنی آدم اعضائے یک دیگر اند کہ در آفرینش زیک جوہر اند

چو عضوے بدرد آورد روزگار دگر عضوہا را نماند قرار

تو کز محنت دیگراں بے غمی نشاید کہ نامت نہند آدمی

ایک نکتہ یہ ہے کہ رومی کے ہاں ایک مضمون کی ایک احادیث کئی بار نقل ہوئی ہیں اور اکثر ان کا متن بھی متضاد ست نقل ہوا ہے۔ دیگر صوفیا کی طرح وہ بھی اکثر اخبار و روایات کو احادیث رسولؐ قرار دیتے رہے ہیں۔ بہر حال مکتوبات میں وہ بیشتر مساکین اور فقراء کی مدد کی تلقین کرتے ہیں۔ دو فصول میں انہوں نے حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت کا ایک واقعہ بیان کیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ عہد فاروقی کے دوران قلمرو خلافت میں

کسی مقام پر آگ لگنے کا واقعہ پیش آیا۔ حضرت فاروق اعظمؓ وہاں پہنچے۔ آگ بجھائے جانے کی کوششوں کو دیکھا اور فرمایا :- لوگو! یہ آگ پانی سے نہیں بجھ سکتی۔ اس کے لئے صدقہ و خیرات دینے کا اہتمام کرو۔ اس واقعہ کے نقل کرنے سے رومی، صدقہ و خیرات کی اہمیت پر مؤثر انداز میں روشنی ڈالتے ہیں۔

بعض خطوط میں رومی نے اسلامی عبادات کی روح کے بارے میں معنی خیز بحث فرمائی ہے۔ مثلاً مکتوب ۱۹ میں وہ نماز کی پابندی کے معنوی فوائد پر روشنی ڈالتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ نماز طہارتِ بدن، پاکیزگی روح اور اخلاقِ علو کا نام ہے۔ لہذا نماز کے پابند شخص کو اپنے اخلاق و اعمال پر توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ آیا اس کی عبادت روح و معنی سے بھی مملو ہو چکی ہے؟ بعض خطوط کے ذیل میں رومی نے فراق و وصال اور عشق و محبت پر مبنی اپنے دلپذیر موضوعات سے بھی بحث فرمائی ہے۔ مگر ان خطوط کا معتدبہ حصہ حقوق العباد ادا کرنے کی تلقین پر ہی مبنی کہا جا سکتا ہے۔ وزراء و امراء کے نام کی انواع کی سفارشیں ملتی ہیں۔ چند خطوط میں شیخ حسام الدین چلپی م ۶۸۳ھ اور ان کے داماد نظام الدین کی مالی مدد کی درخواست کی گئی ہے۔ مکتوب شمارہ ۲۶ میں وہ سلاجقہ روم کے معروف وزیر امیر پروانہ بک سے سفارش کرتے ہیں کہ ان کے ایک ارادت مند تاجر شہاب الدین کو سیواس کے علاقے میں تجارت کرنے کی سہولت دی جائے۔ لکھتے ہیں کہ شہاب الدین نیک، مخیّر اور کثیر العیال شخص ہے مگر عمّال حکومت نے اسے سخت پریشان کر رکھا ہے اور اس کا کاروبار مسدود ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں تاجروں پر باج و خراج کا غیر معمولی بوجھ ڈالا جا رہا تھا۔ اور رومی اس ناانصافی کو دور کرنے کے لئے امیر پرواز کو متوجہ کرتے ہیں۔

کثرت اولاد لازم میدارد مشغول شدن بتجارت تا بہ سیواس و حدود آن و از سبب باج داران و تصدیع ایشاں مدّتے است تا از بازرگانی ماندہ است (مکتوبات رومی طبع تہران ص۸۱)

رومی کی سفارش وزراء و امراء کے علاوہ علماء و قضاۃ کے نزدیک بھی مسلّم و محترم تھی۔ اسی لئے بعض خطوط میں وہ مساجد کے ائمہ، موذّن اور خادم کے طور پر مقرر ہونے کے لئے بعض موزوں افراد کے نام تجویز کرتے ہیں۔
رومی ایک طرف وزراء اور امراء کو صدقہ و خیرات اور مددِ فقراء کا درس دیتے ہیں۔ اور دوسری طرف فقراء اور مساکین کو قانع اور صابر و شاکر بننے کا کہتے ہیں تاکہ وہ زیادہ زر و مال کے طالب نہ بنیں۔ اور معمولی ما حصل پر خرسند رہیں۔ مگر فقراء و مساکین کی بنیادی ضروریات بہرحال ہونا ضروری ہے۔ مکتوب شمارہ ۱۴۱ میں رومی اپنے کسی ارادت مند وزیر کو بہاء الدین نامی مدرس کو تدریس پر مامور کرنے کے سلسلے میں یہی نکتہ سمجھاتے ہیں کہ اسے کاد الفقر ان یکون کفراً۔ حدیث نبوی ہے قریب ہے کہ فقر و غربت کفر بن جائے) کا مصداق نہ ہونے دیں۔ قرآن مجید ہے: قل لعبادی الذین آمنوا ان ارضی واسعۃ (۲۹:۵۶) میرے ایمان دار بندوں سے کہہ دیجئے کہ بے شک میری (زمین وسیع ہے) یہ آیت کے اعتبار سے ناگزیر حالات میں ہجرت کرنے کی مؤید ہے۔

مگر رومی صوفیانہ تاویل سے کام لے کر ارض واسع کو توکل و قناعت کی بے کراں سرزمین کا ایک کنایہ قرار دیتے ہیں۔ مکتوب شمارہ ۴۳ میں لکھتے ہیں۔

آن ارض توکل و قناعت واسع است۔ آں را کہ آں در گشادہ اند بنظر مرحمت در ہمہ وجوہ کہ ہر یکے چوں مور چون بجملہ ور زند و دانہ را بخانہ می کشند و می افتند و می خیزند از آنکہ دیدۂ خرد دارند، خرمن باقی، فھو حسبہ، (۳:۶۵ پس وہی اس کے لئے کافی ہے) رانمی تواند دیدن" ۔ اس خط کے زیادہ حصے میں یہی آیت زیر بحث ہے۔

رومی کے مکتوبات میں القاب و آداب خاصے تکلف آمیز اور مبالغہ خیز ہیں۔ مگر مکتوب نگار نے اپنے لئے امراء و وزراء سے کچھ طلب نہیں کیا۔ وہ دوسروں کی خاطر اپنا خون جگر اور وقت عزیز صرف کرتے نظر آتے ہیں۔ رومی کی سفارشیں بھی بے حد مخلصانہ ہیں اور دوسروں کی بگڑی بنانے کی خاطر انہوں نے پورا زور قلم صرف کیا ہے۔ (یعنی دوستانہ خطوط میں شیخ صلاح الدین زرکوب (م ۶۵۷ھ) اور شیخ حسام الدین چلپی کے نام ایک ایک خط قابل ذکر ہے۔ وہ ان دونوں بزرگوں کا بے حد احترام کرتے تھے۔ شیخ صلاح الدین زرکوب ان کے سمدھی بھی تھے۔ موصوف کی بیٹی رومی کے فرزند اکبر سلطان ولد (م ۷۱۲ھ) کے ساتھ بیاہی ہوئی تھی۔ رومی کے نجی خطوط میں اس بہو اور بیٹے کے نام لکھا جانے والا ایک خط اور بھی اہم قرار پاتا ہے۔ ہوا یہ کہ میاں بیوی کے درمیان کچھ ناچاقی پیدا ہو گئی اور قریب تھا کہ جدائی کی نوبت آ جاتی۔ مگر رومی نے مصالحت کروا دی۔ رومی نے بیٹے کو بیوی کی دل داری پر آمادہ کیا اور اسے سمجھایا کہ طلاق و جدائی نہایت مقبوح اور ناپسندیدہ افعال ہیں۔ دوسری طرف انہوں نے بہو کو ڈھارس بندھوائی اور اسے یقین دلایا کہ اپنے بیٹے کی ہر زیادتی کا مداوا کرنا ان کا فرض ہوگا۔ بہو کے نام رومی کا خط (مکتوب شمارہ ۱۷۵) اس طرح آغاز پذیر ہے (ترجمہ)

رومی بروحک ممزوج و متصل — فکل حادثۃ توذیک توذینی

خدائے جل جلالہ کو گواہ لاتا ہوں اور اس کی ذات قدیم کی قسم کھاتا ہوں کہ جس بات سے اس پیاری بیٹی کا دل آزردہ ہوا اس سے میرا دل کئی گنا زیادہ آزردہ ہوا ہے۔ سلطان المشائخ اور انوار حقائق کے نازل ہونے کے مقام (المخاطب کے والد شیخ زرکوب) کے احسانات سے میری گردن خم ہے۔ اور ان احسانات کا شکریہ ادا کرنے کی کوئی صورت نہیں۔ مگر یہ کہ خدائے تعالیٰ خزانۂ غیب سے ان کی ادائیگی کی کوئی صورت پیدا کر دے۔ بیٹی سے میری التماس یہ ہے کہ اپنے دکھ درد مجھ سے کسی حال میں بھی نہ چھپائے۔ اور مجھے سب کچھ بتاتی رہے تاکہ میں مشکلات و حوادث کے ازالے کی امکانی بھر کوشش کروں۔ اگر فرزند عزیز بہاء الدین (سلطان ولد) تیری دل آزاری کے درپے ہو تو قسم بخدا میں اس سے برگشتہ خاطر ہو جاؤں گا۔ اس کے سلام کا جواب تک نہ دوں گا۔ اور کہہ دوں گا کہ میرے جنازے پر بھی نہ آئے۔"

مجالس و مواعظ

رومی کے مواعظ کا مطبوعہ عنوان "مجالسِ سبعہ" ہے۔ مگر استاد فروز انفر مرحوم کا یہ قیاس قابلِ لحاظ ہے کہ پہلی مجلس چار مجالس کا مجموعہ ہے۔ رومی اپنے والد مولانا بہاء الدین بلخی (م ۶۲۸ھ/ ۱۲۳۱) کے غیاب میں اوران کی وفات کے بعد ۶۲۸ ہجری اور ۶۲۹ ہجری میں نیز ۶۳۸ تا ۶۴۲ ہجری کے دوران مجلس منبر کو زینت بخشتے رہے۔ ۶۲۹ تا ۶۳۸ ہجری کے دوران انہوں نے اپنے والد کی نیابت اپنے استاد سیّد برہان الدین محقق ترمذی (م ۶۳۸ھ/ ۱۲۴۱) کو تفویض کئے رکھی۔ ۶۴۲ تا ۶۴۵ ہجری وہ حضرت شمس تبریزیؒ کے جلیس رہے۔ اور اس نے بعد صاحب مناقب العارفینؒ کے قول کے مطابق انہوں نے اکا دکا بار مجلس آرائی کی ہے۔ کیونکہ ان کا اسلوبِ زندگی بدل چکا تھا اور وہ کم سخن و خلوت نشین ہوگئے تھے۔ مجالس کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے مطالب رومی کی شمس تبریزی سے ملاقات سے پہلے کے دور سے زیادہ جوڑ کھاتے ہیں۔ اور مجلس دوم دیگر مجالس پر مقدم ہے۔ اس مجلس کا ترجمہ ہم چھپوا چکے ہیں۔ (ماہنامہ الولی حیدر آباد بابت ستمبر و اکتوبر ۱۹۷۸ء) اور اس کے مقدم ہونے کا قرینہ یہ ہے کہ اس میں رومی اپنے والدین کا سایہ تا دیر باقی رہنے کی دعا کرتے ہیں، اور چونکہ ان کے والد ۶۲۸ھ/ ۱۲۳۱ میں فوت ہوئے۔ لہٰذا یہ تقریر رومی کے ۲۴ سالہ دورِ حیات یا اس سے بھی قبل سے مربوط ہوگی۔

" خدایا، جس والد اور والدہ نے میرے نہالِ وجود کی پرورش کی۔ انہیں اپنے الطاف اور افضال میں آسودہ حال رکھ تاکہ وہ اس خاکسار پر اپنی تعلیم و تربیت کا سایہ تادیر ڈالتے رہیں۔ اور اپنے مربیانہ احسانات میں اضافہ کرتے رہیں (ماہنامہ مذکورہ بالا صہ ۱۴۷)

رومی کے ان دہ گانہ مواعظ کا اسلوب یکساں نوعیت کا ہے۔ وہ حمدِ خدا، نعتِ رسولؐ اور منقبت صحابہؓ کا التزام کرتے ہیں اور بعد میں کسی آیہ قرآن یا حدیث رسولؐ کی توضیح و تبیین کو اپنی تقریر کا موضوع قرار دیتے ہیں۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ رومی کی مجالس میں دعا و مناجات، آیت یا حدیث کی تفسیر سے قبل ملتی ہے۔ مکتوبات کی طرح مجالس بھی حکایات، تمثیلات اور عربی و فارسی اشعار سے مزین ہیں۔ عرب شعرا کا میں احاطہ نہ کر سکا۔ مگر فارسی کے بیشتر اشعار ناصر خسرو حجت (م ۴۸۱ھ/ ۱۰۸۸)، فردوسی (م ۴۱۱ھ/ ۱۰۲۰)، مسعود سعد سلمان (م ۵۱۵ھ/ ۱۱۲۴)، سنائی غزنوی (م ۵۳۵ھ/ ۱۱۴۱) عطار نیشاپوری (م ۶۱۸ھ/ ۱۲۲۱)، خاقانی شروانی (۵۹۵ھ/ ۱۱۹۹) اور نظامی گنجوی کے ہیں۔

رومی کے مواعظ شاخ در شاخ مطالب کے حامل ہیں۔ وہ ایک بات بیان کرتے ہوئے دوسری بات کی توضیح میں لگ جاتے ہیں۔ اور تمثیل و حکایت نگاری میں بھی لگ جاتے ہیں۔ اس لئے دس مجالس کے مطالب کی فہرست کئی گنا تعداد پیش کر سکتی ہے۔ تاہم ہر مجلس کا مرکزی مضمون ایک ہی رہا ہے۔ مثلاً مجلس اول کے عنوان کے تحت جو چہار

مجالس سموئی ہیں۔ ان میں ایک سنتِ نبویؐ کی روشنی میں اتحادِ مسلمین سے مربوط بحث ہے۔ قرآن مجید کی ایک آیت ہے اِنَّ ابراھیمَ کان امۃ (یعنی بے شک حضرت ابراہیم ایک امت تھے) اس آیت کی توضیح میں رومی فرماتے ہیں کہ جس طرح حضرت ابراہیم امت ساز تھے اسی طرح حضرت محمدؐ بھی امت ساز ہیں بلکہ نبی آخر زمان کی امت عالمگیر ہے۔ اور ابدی بھی، مگر اس امت کے افراد کا اتحاد اس امر میں مضمر ہے کہ وہ سنتِ رسولؐ سے متمسک رہیں۔

دوسری مجلس کا عنوان ایک حدیث پاک ہے جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:

حضرت عمرؓ کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ___ جو شخص گناہوں کی ذلت سے نکل گیا اور عزتِ تقویٰ کی طرف آگیا۔ اللہ تعالیٰ اسے بے مال کی تونگری دے گا۔ اور بے عشیرہ و گروہ اسے عزت بخشے گا۔ اور جو اللہ سے آسانیِ رزق کی فراہمی پہ راضی ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے مختصر اور معمولی نیک عمل سے دیگر مجالس مواعظ کے جزوی یا کلی اہم عنوانات مندرجہ ذیل قرار دئے جا سکتے ہیں۔

حبِ رسولؐ، ایمان و ایقان کی اساس ہے۔

اکلِ حلال کے بغیر روحانی ارتقار کا امکان نہیں ہے۔

دولت وجاہ و مرتبہ حاصل ہوں تو اہلِ ایمان کو سخت آزمائش سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

اسلامی معاشرے کو عدل وانصاف کی ضرورت ہے اور عفو و رحمت کی بھی۔

عشق و محبت، عقل و خرد سے برتر ہے۔

علم و دانش اور عمل میں تطابق پیدا کرنا، ایمان کا نقطۂ کمال ہے۔

اس مختصر تعارف نامہ سے یہ بات آشکار ہو جاتی ہے کہ مثنوی، دیوان اور فیہ ما فیہ کی طرح مکتوبات و مواعظ رومی میں بھی تعلیمات اسلامی کے کئی پہلو بڑے فکر انگیز انداز میں بیان ہوئے ہیں۔ رومی کی ہر تصنیف کے کئی مطالب ان کی دوسری تصانیف کے موضوعات کے ساتھ مربوط ہی نہیں، ان کے ساتھ مشترک اور متوارد بھی ہیں۔ مگر یہ مباحث اس مختصر و میں نہیں سما سکتے۔ اور انہیں کسی دوسری گفتار کے لئے موکول وملتوی رکھتے ہیں۔

حوالے اور وضاحتیں

۱۔ مکتوبات رومی۔ مرتبہ یوسف جمشیدی پور و غلام حسین امین۔ تہران ۱۳۵۰۔ مجالس سبعہ ضمیمہ مثنوی معنوی (از روئے نسخہ مرتبہ محمد رمضان مرحوم) تہران س ن۔ اس مجموعے میں چھ دوسری کتابیں بھی منضم کر دی گئی ہیں۔

۲۔ رسالہ در تحقیق احوال زندگانی مولانا جلال الدین محمد مشہور بہ مولوی تہران طبع دوم ۱۹۵۴ء دیکھیں اضافے

۳۔ مناقب العارفین جلد اوّل۔